26 پڑی کان میں دھات تھی اک نکمّی   نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جس کی

طبیعت میں جوہر تھے جو اس کے اصلی   ہوئے سب تھے مٹّی میں مل کر وہ مٹّی

یہ تھا ثبت علمِ قضا و قدر میں

کہ بن جائے گی وہ طلا اک نظر میں

27 وہ فخرِ عرب زیبِ محراب و منبر   تمام اہلِ مکّہ کو ہمراہ لے کر

گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور   سوئے دشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر

یہ فرمایا سب سے کہ "اے آلِ غالب

سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب؟"

28 کہا سب نے "قول آج تک کوئی تیرا   کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا"

کہا "گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا   تو باور کروگے اگر میں کہوں گا؟

کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر

پڑی ہے کہ لوٹے تمہیں گھات پا کر"

29 کہا "تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے   کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے"

کہا "گر مری بات یہ دل نشیں ہے   تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانے والا

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا"

30 وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی   عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی   اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے

کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

31 سبق پھر شریعت کا اُن کو پڑھایا   حقیقت کا گُر اُن کو اک اک بتایا

زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا   بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر

وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

32 کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں   بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں

زمانے میں تھا دورِ صہبائے بطلاں   مئے حق سے محرم نہ تھی بزمِ دوراں

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک

خُمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک

33 نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے   نہ آگاہ تھے مبدء و منتہا سے

لگائی تھی ایک اک نے لو ماسوا سے   پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلّہ سارا

یہ راعی نے للکار کر جب پکارا

(34) کہ ہو ذاتِ واحد عبادت کے لائق — زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اُسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق — اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ

(35) اُسی پر ہمیشہ بھروسا کرو تم — اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اُسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرا ہے شرکت سے اُس کی خدائی
نہیں اُس کے آگے کسی کو بڑائی

(36) خرد اور ادراک رنجور ہیں واں — مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں — نبی اور صدیق مجبور ہیں واں
نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

(37) تم اوروں کے مانند دھوکا نہ کھانا — کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا — بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انساں ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اُسی طرح ہوں میں بھی ایک اُس کا بندہ

(38) بنانا نہ تربت کو میری صنم تم — نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم — کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اُس کا اور ایلچی بھی

(39) اسی طرح دل اُن کا ایک ایک سے توڑا — ہر اک قبلۂ کج سے منہ اُن کا موڑا
کہیں ماسوا کا علاقہ نہ چھوڑا — خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے
دیے سر جھکا اُن کے مالک کے آگے

(40) پتا اصل مقصود کا پا گیا جب — نشاں گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل اُن کا گرما گیا جب — سماں ان پہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب اُن کو
پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

(41) جتائی انھیں وقت کی قدر و قیمت — دلائی انھیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت — ہو فرزند و زن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمھارا
بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

(42) غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے — فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے — اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت"

(43) یہ کہہ کر کیا علم پر اُن کو شیدا — کہ "ہیں دُور رحمت سے سب اہلِ دُنیا
مگر دھیان ہے جن کو ہر دم خدا کا — ہے تعلیم کا یا سدا جن میں چرچا

انہی کے لیے یاں ہے نعمت خدا کی
انہی پر ہے واں جا کے رحمت خدا کی"

(44) سکھائی انھیں نوعِ انساں پہ شفقت — کہا "ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمسائے سے رکھتے ہیں وہ محبت — شب و روز پہنچاتے ہیں اس کو راحت

وہ جو حق سے اپنے لیے چاہتے ہیں
وہی ہر بشر کے لیے چاہتے ہیں

(45) خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر — نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گزر جائے سر پر — پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر"

(46) ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہہ کر — "کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاور

نہیں حق سے کچھ اس محبت کو بہرہ
کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرا"

(47) بچایا بُرائی سے اُن کو یہ کہہ کر — کہ "طاعت سے ترکِ معاصی ہے بہتر
وَرَع کا ہے ذات میں جن کی جوہر — نہ ہوں گے کبھی عابد اُن کے برابر

کرو ذکر اہلِ ورع کا جہاں تم
نہ لو عابدوں کا کبھی نام واں تم"

(48) غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی — کہ "بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تاکہ لو اُس سے اپنی پرائی — نہ کرنی پڑے تم کو در در گدائی

طلب سے ہے دنیا کی گر یاں یہ نیت
تو چمکو گے واں ماہِ کامل کی صورت"

(49) امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر — کہ "ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر
اگر اپنے طبقے میں ہوں سب سے بہتر — بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور

نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز
اُٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز

(50) تو مُردوں سے آسودہ تر ہو وہ طبقہ زمانہ مبارک ملے جس کو ایسا
پہ جب اہلِ دولت ہوں اشرارِ دنیا نہ ہو عیش میں جن کو اور دل کی پروا
نہیں اس زمانے میں کچھ خیر و برکت
اقامت سے بہتر ہے اس وقت رحلت"

(51) دیئے پھیر دل اُن کے مکر و ریا سے بھر اُن کے سینے کو صدق و صفا سے
بچایا انھیں کذب سے افترا سے کیا سُرخ رو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک اُن کو
بس اک شوب میں کر دیا پاک اُن کو

(52) کہیں حفظِ صحت کے آئیں سکھائے سفر کے کہیں شوق اُن کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے سمجھائے اصول ان کو فرماں دہی کے بتائے
نشانِ راہ و منزل کا ایک اک دکھایا
بنی نوع کا ان کو رہبر بنایا

(53) ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب ہوئے روح سے بہرہ ور ان کے قالب
جسے راج رد کر چکے تھے وہ پتھر
ہُوا جا کے آخر کو قائم سرے پر

(54) جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

(55) سب اسلام کے حکم بردار بندے سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے میں مئے حق کے سرشار سارے

(56) جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکامِ دیں پر جھکا دینے والے خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

(57) اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی!